110647 ـ اگر دوسرى شادى كا نتيجہ پہلے گھر كى تباہى ہو تو كيا دوسرى شادى كر لے ؟

سوال

كيا مرد كے ليے دوسرى شادى كرنا جائز ہے چاہے اس كے نتيجہ ميں اس كى پہلى بيوى كا گھر اجڑ جائے، اور مشكلات پيدا ہو جائيں ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

دين اسلام نے كوئى بھى ايسا عمل مشروع نہيں كيا جس سے فرد يا معاشرے كو ضرر اور نقصان ہوتا ہو، بلكہ دين اسلام نے جتنے بھى امور مشروع كيے ہيں ان ميں زندگى و تعمير اور اجتماعيت و طہارت و پاكيزگى اور عفت و عصمت اور بلندى كا قيمتى معنى پايا جاتا ہے، خليل اور كوتاہى تو ان مسلمانوں ميں ہوتى ہے جو اللہ كى شريعت كى صحيح سمجھ نہيں ركھتے، يا پھر سمجھتے تو ہيں ليكن وہ اس پر عمل نہيں كرتے، اور اپنى خواہشات كے پيچھے چل نكلنے كى بنا پر بدعملى كا شكار ہوتے ہيں.

اوپر جو كچھ بيان ہوا ہے ہم اس كى مثال يہ دے سكتے ہيں كہ ايك سے زائد شادياں كرنا بعض اوقات اس كے پہلے گھر اور بيوى كى تباہى كا سبب بن سكتا ہے، اس كا سبب پہلى بيوى پر ظلم كرنا اور اپنى خواہش كے پيچھےچلنا اور پہلى بيوى كو اس كے حقوق ادا نہ كرنا ہوتا ہے.

يا پھر اس كا سبب يہ ہوتا ہے كہ وہ اپنى پہلى بيوى كو اپنى دوسرى شادى كرنے كى خبر دينے ميں صحيح طريقہ اور تصرف اختيار نہيں كرتا، يا پھر اگر پہلى بيوى كو اس كى دوسرى شادى كا پہلى بيوى كو علم ہونے كى صورت ميں صحيح معاملہ اور تصرف نہ كرنے كے باعث، كيونكہ اسے ايسى صورت ميں پہلى بيوى كے دكھ اور غم كو كم كرنے كى كوشش كرنى چاہيے، اور اس كے ساتھ حسن معاشرت اور حسن معاملہ كرنا چاہيے، اور اسے ہديہ و تحفے تحائف سے خوش كرنا چاہيے.

اور بعض اوقات پہلى بيوى بھى اپنا گھر اجاڑنے كا باعث بنتى ہے؛ وہ اس طرح كہ اپنے خاوند كى دوسرى شادى كو قبول نہيں كرتى، اور اس كے ساتھ رہنے ميں تنگى پيدا كرتى ہے، اور اس معاملہ ميں وہ بہتر طريقہ سے تصرف نہيں

کر پاتی.

ان عورتوں پر تعجب ہے کہ ایك عورت اپنا گھر اجاڑنے پر راضی ہو جاتی جسے اس نے اپنے پسینہ اور برسہا برس کی جدوجہد کر کے بنایا تھا، اور اپنی اولاد کی تباہی بھی اپنے سامنے دیکھ رہی ہوتی ہے، اور اپنے میکے میں ذلیل ہونے پر راضی ہونا برداشت کر لیتی ہے، اور وہ اپنی بھابھیوں کی ملازمہ بن کر بھائیوں کے گھر میں رہنے پر تو راضی ہو جاتی ہے، حالانکہ وہ خود اپنے گھر میں ملکہ تھی لیکن صرف اس لیے وہ اس گھر کو چھوڑنا چاہتی ہے کہ اس کے خاوند نے دوسری شادی کر لی ہے!

اور یہ بھی عجیب ہے کہ یہ بیویاں اپنے خاوند کے کسی شرعی واجب کے ترک کرنے یا پھر کسی حرام فعل کو کرنے پر اثرانداز نہیں ہوتیں، بلکہ یا تو وہ اس میں ان کی معاونت کرتی ہیں، یا کم از کم وہ اس پر خاموشی اختیار کر لیتی ہیں، اور ان میں کوئی حرکت نہیں ہوتی، اس کی بہتر حالت تو یہ تھی کہ وہ زبان سے اس کا انکار کرتی اور اسے روکتی.

لیکن اس کے مقابلہ میں جب خاوند مباح عمل کرتا ہے یعنی وہ دوسری شادی کر لے تو وہ قیامت کھڑی کر دیتی ہے، بلکہ یہی نہیں وہ اپنا سارا خاندان اور گھر تباہ کرنے پر تل جاتی ہے، حالانکہ یہ وہی بیوی ہے جو اپنے خاوند کے عمدا حرام فعل پر خاموشی اختیار کیے رکھتی تھی، لیکن جب خاوند نے یہ مباح کام (یعنی دوسری شادی) کیا تو اس نے خاموشی اختیار نہیں کی.

بلکہ جب اکثر بیویاں ہم سے اپنے خاوندوں کے متعلق بعض حرام اعمال مثلا شراب نوشی، اور نماز ترک کرنے وغیرہ کے متعلق دریافت کرتی ہیں تو ہم ان بیویوں کو یہ کہتے ہیں کہ تمہارا ان خاوندوں کے ساتھ رہنا حرام ہے، یا اس ضرر اور نقصان کی وجہ سے جو تمہیں ہونے والا ہے، یا پھر شراب نوشی اور نشہ کرنے کے نتیجہ میں تمہاری اولاد کو جو ضرر اور نقصان ہوگا اس کی وجہ سے تمہارا ان کے ساتھ رہنا جائز نہیں، یا پھر نماز ترک کرنے کی بنا پر آپ کا نکاح فسخ ہونے کی بنا پر خاوند کے ساتھ رہنا جائز نہیں، یا اس کا دین کو برا کہنے اور سب و شتم کرنے کی وجہ سے.

جب ہم ان بیویوں کو یہ کہتے ہیں تو ان میں سے اکثر یہ جواب دیتی ہیں: میر گھر ، اور میری اولاد کا کیا ہوگا ؟ اور میں کہاں جاؤنگی، اور میرے اخراجات کون براداشت کریگا ؟ تو اس طرح اپنے گھر اور اولاد کی دلیل کے ساتھ اپنے آپ کو حرام پر راضی کر لیتی ہے.

لیکن جب خاوند دوسری شادی کر لے اور دوسری بیوی لے آئے تو اسے اس خاوند سے دور جانے کے لیے ہزار

جگہیں مل جاتی ہیں، اور اپنے اور اپنی اولاد کے اخراجات کے لیے بھی اسے کئی ایك طریقے اور راہ مل جاتے ہیں.

یہ ایسے حقائق ہیں جن سے غافل نہیں ہوا جا سکتا، اور ہم سائل کے سوال کا جواب دیتے ہیں کہ اگر خاوند اور بیوی میں سے دونوں اللہ عزوجل نے انہیں جو حکم دیا ہے اس کو سمجھیں اور اس پر عمل کریں، اور اپنی ازدواجی زندگی میں بہتر تصرف اور معاملات کریں تو آپ کو اس طرح کے سوال کرنے کی کوئی ضرورت ہی پیش نہ آئے.

اور خاص کر آپ کے سوال کے جواب میں ہم یہ کہینگے:

عقل و دانش کی مالك عورت کے لیے ممکن نہیں کہ وہ خاوند کی دوسری شادی کی نیت معلوم ہوجانے کے بعد کوئی ایسا عمل کرے جو عقل کے منافی ہو، یا پھر خاوند ایسا اقدام کرے تو بیوی عقل کے منافی کوئی عمل سرانجام دے، بلکہ اسے صبر و تحمل سے کام لیتے ہوئے اللہ سے اجروثواب کی نیت کرنی چاہیے کہ اللہ اسے اس کے صبر کا اجر عطا کریگا، اور بیوی کو چاہیے کہ وہ خاوند کے ساتھ حسن معاشرت کے ساتھ پیش آئے اور خاوند کے پورے حقوق ادا کرتی رہے، اور اپنا گھر تباہ کرنے پر راضی مت ہو، اور نہ ہی اپنا خاندان خاوند کی دوسری شادی کرنے کی وجہ سے تباہ کرنے پر تل جائے، کیونکہ دوسری شادی تو اس کے لیے اللہ نے مباح کی ہے، اور اس کی بہت عظیم حکمتیں پائی جاتی ہیں، اگر خاوند اپنی بیوی کے حقوق پورے نہیں کرتا اور ان میں عدل نہیں کرتا تو اللہ عزوجل کے ہاں وہ مجرم ہے.

اسی طرح کسی عقلمند خاوند کے لیے ممکن نہیں کہ وہ اپنا دوسرے گھر کی بنیاد پہلے گھر کی تباہی پر رکھے! اور وہ کبھی بھی اس پر را ضی نہیں ہوگا کہ اس کی ساری کاوش اور جدوجھد اور خرچ کیا ہوا مال ضائع ہو جائے، اور اس نے گھر بنانے میں جو اوقات صرف کیے وہ دوسری شادی کی وجہ سے ضائع ہو کر رہ جائیں، حالانکہ اس دوسری شادی کی اس کو سخت ضرورت نہ ہو.

اس بنا پر خاوند اس معاملہ سے نپٹنے کے لیے بہتر اور اچھی پلاننگ کرنی چاہیے اگر اسے علم ہے کہ اس کی پہلی بیوی اس کے ساتھ اچھا سلوك نہیں کریگی اور اس کے ساتھ زندگی کو تباہ کر دے گی، لہذا خاوند کو اپنی پہلی بیوی کے ساتھ معاملات میں بہتر اور اچھا تصرف کرنا چاہیے، اور اپنے افعال میں عقل و دانش اختیار کرے، اور اگر اسے دوسری شادی کی کوئی خاص ضرورت نہ ہو اور اسے علم ہو کہ پہلی بیوی اس کے پہلے گھر کو تباہ کر کے رکھ دےگی تو ہمارے رائے میں اسے دوسری شادی نہیں کرنی چاہیے.

اور اگر اسے علم ہو کہ اس کی پہلی بیوی کے یہ اعمال وقتی ہونگے، اور وہ اس کی بیوی بن کر رہےگی تو اسے

دوسری شادی کر لینی چاہیے، اور خاوند کو چاہیے کہ وہ پہلی بیوی کے ساتھ بہتر اور اچھا سلوک کرے، اور ہر بیوی کو اس کا حق ادا کرے، لیکن ہم پھر یہی کہیں گے تا کہ اس کی حکمت یا یقین کریں اور خاوند کو چاہیے کہ وہ اپنے پہلے گھر کو خطرہ میں مت ڈالے، اس شخص کی طرح جو محل بنانے کے لیے پورا شہر منہدم کر دے.

اس طرح یہ معاملہ خاوند پر ہے اور یہی وہ چیز ہے جو اس کی زندگی کی اصلاح کا باعث ہے، اور اگر پہلی بیوی سے اس کی شہوت پوری نہیں ہوتی، یا اسے حرام میں پڑنے کا خدشہ ہے تو اس حالت میں یہ کہنا ممکن نہیں کہ وہ شادی مت کرے، بلکہ ایسی حالت میں تو اسے شادی کرنی چاہیے چاہے اس کے نتائج غلط ہی ہوں، اور اسے ان پر صبر کرنا ہوگاب، اور مصیبت کے وقت وہ اللہ سے اجروثواب کی امید رکھے، اور پوری حکمت کے ساتھ پہلی بیوی سے اچھے معاملات کرے.

اور آخر میں ہم یہ کہینگے:

1 - خاوند کو معلوم ہونا چاہیے کہ اس کے لیے دوسری شادی کرنا مباح ہے، لیکن بعض اوقات یہ واجب بھی ہو جاتی ہے اور واجب اس وقت ہو گی جب اسے خدشہ ہو کہ وہ کسی حرام میں پڑ جائیگا، اور وہ دونوں بیویوں کے مابین عدل کرنے پر قادر ہو تو اس کے لیے دوسری شادی کرنا واجب ہے.

شیخ عبد العزیز بن باز رحمہ اللہ سے درج ذیل سوال کیا گیا:

میں کئی سالوں سے شادی شدہ ہوں اور میرے کئی ایک بچے بھی ہیں، اور خاندانی زندگی بھی اچھی گزر رہی ہے، لیکن میں ایک اور بیوی کی ضرورت محسوس کرتا ہوں؛ کیونکہ سیدھا رہنا چاہتا ہوں اور میرے لیے ایک بیوی کافی نہیں، کیونکہ ایک مرد ہونے کے ناطے مجھ میں عورت سے زیادہ قوت پائی جاتی ہے، اور دوسری چیز یہ کہ میں کچھ مخصوص والی بیوی چاہتا ہوں جو میری پہلی بیوی میں نہیں ہیں؛ اور اس لیے بھی کہ میں حرام میں نہیں پڑنا چاہتا، فی نفس وقتہ ہی میں معاشرت کے اعتبار سے دوسری شادی کرنے میں مشکل محسوس کرتا ہوں، اور اس لیے بھی کہ میری بیوی جس میں میں نے کوئی ناپسند چیز نہیں دیکھی وہ دوسری شادی کو مطلقا رد کرتی ہے، اس لیے مجھے آپ کیا نصحیت کرتے ہیں ؟

شیخ رحمہ اللہ کا جواب تھا:

اگر تو واقعتا ایسا ہی ہے جیسا آپ نے سوال میں بیان کیا ہے تو آپ کے لیے حسب قدرت و استطاعت دوسری اور تیسری اور چوتھی شادی کرنا مشروع ہے، تا کہ آپ اپنی عفت و عصمت کو بچا سکیں، لیکن شرط یہ ہے کہ اگر آپ

عدل کر سکتے ہوں تو درج ذیل فرمان باری تعالی پر عمل کرتے ہوئے دوسری شادی کریں:

فرمان باری تعالی ہے:

﴿ اور اگر تمہیں ڈر ہو کہ یتیم لڑکیوں سے نکاح کر کے تم انصاف نہ رکھ سکو گے تو اور عورتوں سے جو بھی تمہیں اچھی لگیں تم ان سے نکاح کر لو، دو دو، تین تین، چار چار سے، لیکن اگر تمہیں ڈر ہو کہ عدل نہ کر سکو گے تو ایک ہی کافی ہے ﴾ النساء (3).

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" اے نوجوانوں کی جماعت تم میں سے جو کوئی بھی شادی کرنے کی استطاعت رکھتا ہے تو وہ شادی کرے، کیونکہ یہ نظر کو نیچا کر دیتی ہے، اور شرمگاہ کی حفاظت کا باعث ہے اور جو کوئی استطاعت نہ رکھتا ہو تو وہ روزے رکھے کیونکہ یہ روزے اس کے لیے بچاؤ ہیں "

متفق علیہ.

اور اس لیے بھی کہ ایك سے زیادہ شادیاں کرنے میں نسل اور امت زیادہ ہوتی ہے، اور شریعت اسلامیہ کا ہدف بھی نسل زیادہ کرنا ہے، اور شریعت اس کی دعوت بھی دیتی ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" تم شادی ایسی عورت سے کرو جو زیادہ بچے جننے والی ہو اور زیادہ محبت کرنے والی ہو، کیونکہ روز قیامت میں تمہارے زیادہ ہونے پر دوسری امتوں سے فخر کروں گا " انتہی

دیکھیں: فتاوی اسلامیۃ (3 / 203).

2 - اگر بیویوں کے نان و نفقہ لباس و رات بسر کرنے میں عدل و انصاف نہیں کر سکتا تو اس کے لیے دوسری شادی کرنا حرام ہے.

3 - یہ معلوم ہونا چاہیے کہ دوسری گھر بنانے کا مقصد یہ نہیں کہ پہلے گھر میں کوتاہی سے کام لیا جائے، کیونکہ اس کے خاندان اور اس کے لیے ان کی تربیت میں کوتاہی اور سستی کرنا اور ان کی دیکھ بھال میں کمی و کوتاہی حلال نہیں، اسے اپنی پہلی بیوی کے ساتھ حسن سلوك کرنا چاہیے اور اسے راضی کرے؛ تا کہ اس کے گھر کی حفاظت ہو اور شیطان اس کے گھر کو تباہ نہ کر سکے، اسی طرح انسان نما شیطان کی چالوں کو بھی ناکام کرنے کے

لیے بیوی سے حسن معاشرت کرے.

مستقل فتوی کمیٹی کے علماء کا کہنا ہے:

" خاوند پر فرض نہیں کہ اگر وہ دوسری شادی کرنا چاہتا ہے تو پہلی بیوی کو راضی کرے، لیکن یہ مکارم اخلاق اور حسن معاشرت میں شامل ہے کہ وہ پہلی بیوی کو راضی کرے، اور اس کے احساسات کو سمجھ کر اس تکلیف کو کم کرنے کی کوشش کرے، کیونکہ عورتوں کی طبیعت میں شامل ہے کہ وہ اس کو راضی و خوشی تسلیم نہیں کرتیں، خاوند پہلی بیوی سے خوش رہے اور بہتر طریقہ سے ملے اور اچھی بات چیت کے ذریعہ اس کا دل بہلائے اور اسے راضی کرے، اور اسی طرح اگر اسے مال دینے کی ضرورت ہو اور اس کے پاس مال ہو تو بیوی کو مال دے کر اسے راضی کرے.

اللہ تعالی ہی توفیق دینے والا ہے.

اللہ تعالی ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی آل اور صحابہ کرام پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے " انتہی

الشیخ عبد العزیز بن باز.

الشیخ عبد الرزاق عفیفی.

الشیخ عبد اللہ بن قعود.

دیکھیں: فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء (18 / 402).

واللہ اعلم .